امام نووی اس شرح کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر لوگوں کی ہمتیں پست نہ ہوتیں تو میں اس شرح کو ایک سو جلدوں میں مکمل کرتا لیکن ۳ جلدوں میں مکمل کر دیا۔ اس شرح کے شروع میں ایک مقدمہ طالبینِ حدیث کے لیے نہایت مفید ہے۔

امام ابوداؤد (ولادت ۲۰۲ھ وفات ۲۷۵ھ)

نام ونسب: سلیمان نام، کنیت ابوداؤد، والد کا نام اشعث بن اسحاق تھا۔

(بقیہ حاشیہ)

پیدا ہوئے جن کی نسبت سے نووی مشہور ہوئے۔ امام صاحب نے اربابِ کمال سے تعلیم حاصل کی۔

امام نووی کو علمِ حدیث اور اس کے متعلقات سے غیر معمولی شغف تھا اور وہ اکابر محدثین اور ممتاز شراح حدیث میں شمار کیے جاتے ہیں۔ علماء کے طبقات وتراجم نے ان کو حدیث میں ماہر فن اور امام وغیرہ بتایا ہے۔

حدیث کی طرح فقہ وافتاء میں بھی ممتاز تھے اور شافعی المذہب ہونے کے باوجود درجہ اجتہاد پر فائز تھے اور بعض مسائل میں ان کے اقوال اپنے مذہب کے علماء سے مختلف ہوتے تھے۔

امام نووی کی اصل توجہ حدیث وفقہ اور ان سے متعلقہ علوم کی جانب مرکوز تھی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ لغت، عربیت، ادب، نحو، صرف، منطق اور فلسفہ وغیرہ سے بھی شغف رکھتے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جامع کمالات تھے۔

امام صاحب بڑے متدین، عابد اور زاہد تھے۔ تصنیف وتالیف کے ساتھ ساتھ مجاہدہ، تزکیہ نفس، مراقبہ وتصفیہ باطن، تقویٰ وطہارت کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا۔

سیرت وکردار کے لحاظ سے بڑے ممتاز تھے۔ بہترین اوصاف کے حامل، پاکیزہ سیرت و اخلاق سے متصف اور محاسن کمالات میں عدیم النظیر تھے ـــــ تصنیف وتالیف کے لحاظ سے آپ کا ایک خاص مقام ہے۔

علامہ سبکی لکھتے ہیں:

"اہلِ بصیرت سے یہ مخفی نہیں کہ امام نووی اور ان کی تصنیفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور توجہ شامل رہی ہے ۴۵ سال کی عمر میں ۶۷۶ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ ـــــــــــ (عبدالرشید عراقی)

ولادت:

۲۰۲ھ میں سیستان کے ایک قصبہ سجستان میں پیدا ہوئے۔ سجستان ایران کی مشرقی سرحد پر واقع ہے۔

ابتدائی حالات:

امام صاحب کے ابتدائی حالات تعلیم کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ تاہم آپ نے جس وقت آنکھیں کھولیں اس وقت علم حدیث کا چرچا بہت وسیع ہو چکا تھا۔

تحصیلِ علم کے لیے سفر:

تحصیلِ علم کے لیے آپ نے مصر، حجاز، شام، عراق اور خراسان کا سفر اختیار کیا اور یہاں کے اساطینِ فن سے اکتسابِ فیض کیا۔ (البدایہ والنہایہ ج ا ص ۵۴، ۵۵ اتحاف النبلاء ص ۲۵۷)

اساتذہ و شیوخ:

آپ کے اساتذہ میں بلند پایہ محدثین اور ناقدینِ فن شامل ہیں۔ چند ایک مشہور یہ ہیں، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، امام یحییٰ بن معین اور ابوبکر بن ابی شیبہ۔

تلامذہ:

آپ کے تلامذہ و مستفیدین کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ امام ترمذی اور امام نسائی جیسے محدثین کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

زہد و تقویٰ:

فقہ و علم، حفظِ حدیث، زہد و عبادت اور یقین و توکل میں یکتائے روزگار تھے۔
(اتحاف النبلاء ص ۲۵۷)

فقہ و اجتہاد:

اگرچہ امام ابوداؤد کی شہرت محدث کی حیثیت سے زیادہ ہے لیکن فقہ و اجتہاد میں بھی ان کو بڑی بصیرت حاصل تھی اور حدیث کی طرح فقہ میں بھی ان کی نظر وسیع اور گہری تھی۔

امام ابوداؤد کا مسلک:

امام صاحب کے مسلک میں اختلاف ہے۔ بعض نے شافعی اور بعض نے حنبلی لکھا ہے لیکن اکثریت اس طرف ہے کہ آپ حنبلی المسلک تھے۔

وفات :

امام صاحب نے زندگی کا بیشتر حصہ بغداد میں گزارا لیکن بعض وجوہ سے ۲۷۱ھ میں بغداد سے بصرہ منتقل ہو گئے جو اس وقت علم دین کے لحاظ سے مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ اور وہیں بروز جمعہ ۲۷۵ھ میں وفات پائی (وفیات الاعیان)

تصنیفات :

امام صاحب کی تصانیف بہت ہیں مگر یہاں صرف آپ کی مشہور کتاب سنن ابی داؤد کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

سنن ابی داؤد میں ۴۸۰۰ احادیث ہیں اور اس میں آپ نے کوئی ایسی حدیث جمع نہیں کی جو قابل حجت نہ ہو۔ سنن ابی داؤد سے پہلے حدیث کی جو کتابیں لکھی گئیں ان کا تعلق جوامع اور مسانید سے ہے یعنی ان میں سنن، احکام، تفسیر، قصص، اخبار، مواعظ و آداب، ہر قسم کی روایات ہیں لیکن امام ابو داؤد نے اپنی راہ سب سے الگ نکالی، تمام محدثین میں ان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے صرف سنن و احکام کی روایات اپنے مجموعہ میں درج کی ہیں جیسا کہ اپنی تصنیف "اہل مکہ کے نام" میں تحریر فرماتے ہیں ؛

"میں نے سنن میں صرف احکامی روایات جمع کی ہیں۔ زہد اور فضائل اعمال وغیرہ کی حدیثیں اس میں شامل نہیں ہیں۔ اس کی جملہ ۴ ہزار احادیث احکام و مسائل سے متعلق ہیں۔" (رسالہ ابی داؤد الی اہل مکہ ص۶)

سنن کی اہمیت :

سنن ابی داؤد کا شمار حدیث کی امہات الکتب میں ہوتا ہے۔ اکثر علمائے کرام نے اس کو صحاح ستہ کے بعد اہم بتایا ہے۔ امام صاحب نے اس کو مرتب کر کے جب امام احمد بن حنبل کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اس کو بہت پسند فرمایا۔

امام خطابی فرماتے ہیں ؛

"سنن ابی داؤد جیسی کتاب علم دین کے متعلق ابھی تک نہیں لکھی گئی۔"

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں ؛

"امام ابوداؤد نے ایسی کتاب لکھی ہے جو مسلمانوں کے درمیان حکم ثابت ہوئی اور اختلافی مسائل میں فیصلہ کن بن گئی۔

تعداد روایات:

اپنی کتاب کے متعلق امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ۵ لاکھ احادیث سے صرف ۴۸۰۰ کا انتخاب کیا ہے۔ اس کی تمام روایات صحیح یا صحیح کے قریب ہیں۔

سنن ابی داؤد کی چار احادیث انسان کے دین کے لیے کافی ہیں:

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ میرے اس منتخب مجموعۂ احادیث میں صرف چار حدیثیں انسان کو دین پر عمل کرنے کے لیے کافی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:

۱۔ انما الاعمال بالنیات (تمام اعمال کی مقبولیت کا دار و مدار صرف نیتوں پر ہے)۔

۲۔ من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ (انسان کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے)۔

۳۔ لا یکون المؤمن مؤمنا حتی یرضی لاخیہ ما یرضی لنفسہ (مومن حقیقی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی بات پسند نہ کرے جس کو اپنے لیے پسند کرتا ہے)

۴۔ الحلال بیّن والحرام بیّن وبین ذٰلک امور مشتبہات فمن اتقی الشبہات استبرأ لدینہ۔ (حلال اور حرام دونوں واضح ہیں اور جو ان کے درمیان ہے مشتبہات ہیں۔ پس جو شخص مشتبہات سے بچا اس نے اپنے دین کو بے داغ رکھا۔

سنن ابی داؤد کی شروح:

سنن ابی داؤد کی اہمیت اور اس کی افادیت کے پیش نظر علماء اور محدثین کرام نے اس کے ساتھ پورا اعتناء کیا، اس کی متعدد شرحیں اور حواشی اور مستخرجات لکھے گئے۔ یہاں صرف غایۃ المقصود فی شرح ابی داؤد اور عون المعبود فی شرح ابی داؤد کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

غایۃ المقصود فی شرح ابی داؤد:

غایۃ المقصود ۳۲ جلدوں میں ہے اور اس کے مصنف مولانا ابوالطیب شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی[1] (م ۱۳۲۹ھ) ہیں۔ یہ شرح نہایت مبسوط، جامع اور مفصل ہے اس کے شروع میں

---

[1] مولانا شمس الحق بن شیخ امیر علی بن مقصود علی ۱۲۷۳ھ میں عظیم آباد پٹنہ میں پیدا ہوئے، آپ کا سلسلۂ نسب، حضرت صدیق اکبرؓ تک منتہی ہوتا ہے بچپن میں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تو آپ عظیم آباد سے ڈیانواں چلے گئے

ایک طویل مقدمہ بھی ہے جس میں ابوداؤد اور سنن کے متعلق نہایت مفید معلومات درج ہیں۔ اس شرح میں حافظ ابن قیم کی شرح اور امام منذری کی تلخیص بھی شامل ہے۔ اس کی ایک جلد مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوئی کہ مصنف علیہ الرحمۃ کا انتقال ہو گیا۔ [1]

عون المعبود فی شرح ابی داؤد:

مولانا شمس الحق ---------- یہ شرح بھی مولانا شمس الحق کی تصنیف ہے مرحوم نے اس شرح میں جن علمائے حدیث کا تعاون حاصل کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(بقیہ حاشیہ)

اور وہیں اقامت اختیار کرلی، ابتدائی تعلیم ڈیانواں میں حاصل کی، بعدازاں دہلی جاکر حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) حدیث پڑھی۔ اس کے بعد بھوپال جاکر حضرت شیخ حسین یمانی (م ۱۳۲۷ھ) سند و اجازہ حاصل کی۔

آپ علمائے اہل حدیث کے برگزیدہ علماء میں سے تھے۔ والد نے کافی جائیداد چھوڑی تھی، آپ نے ڈیانواں میں ایک عظیم کتب خانہ بنایا جس میں ہزاروں روپے خرچ کر کے نایاب مجموعہ اور نادر علمی کتابیں جمع کیں، آپ کا کتب خانہ برصغیر میں ایک مثالی کتب خانہ تھا۔

کتب خانہ کے ساتھ ایک عربی مدرسہ کی بھی بنیاد رکھی جس میں اندرون ہند کے علاوہ بیرون ہند سے طلباء آپ کی خدمت میں پڑھنے کے لیے آتے۔ آپ سے ہزارہا طلباء نے علمی فیض اٹھایا۔

آپ نے عربی اور اردو میں بہت سی علمی کتابیں لکھیں۔ حدیث سے آپ کو بہت شغف تھا۔ عربی زبان میں آپ نے حدیث پر درج ذیل کتابیں لکھیں۔

النجم الوہاج شرح مقدمہ للمسلم بن الحجاج، غایۃ المقصود فی شرح ابی داؤد (۳۲ جلدوں میں) عون المعبود فی شرح ابی داؤد (۴ جلدوں میں) ہدایۃ اللوذعی بنکات الترمذی۔ المغنی شرح دارقطنی ——— فتاویٰ نویسی میں خاص ملکہ تھا۔

رئیس اعظم ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہنس مکھ، حلیم الطبع، سخی، علم دوست، مہمان نواز، عابد، زاہد تھے۔ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۱۱ء کو ڈھانواں میں انتقال فرمایا، رحمہ اللہ تعالیٰ!

[1] غایۃ المقصود کا پورا مسودہ خدابخش لائبریری پٹنہ میں ہے۔ اب معلوم ہوا کہ جمعیۃ اہل حدیث بنارس (بھارت) اس کے طبع کرانے میں کوشاں ہے اگر یہ شرح طبع ہو گئی تو علمی دنیا میں ایک گرانقدر اضافہ ہوگا (عراقی)